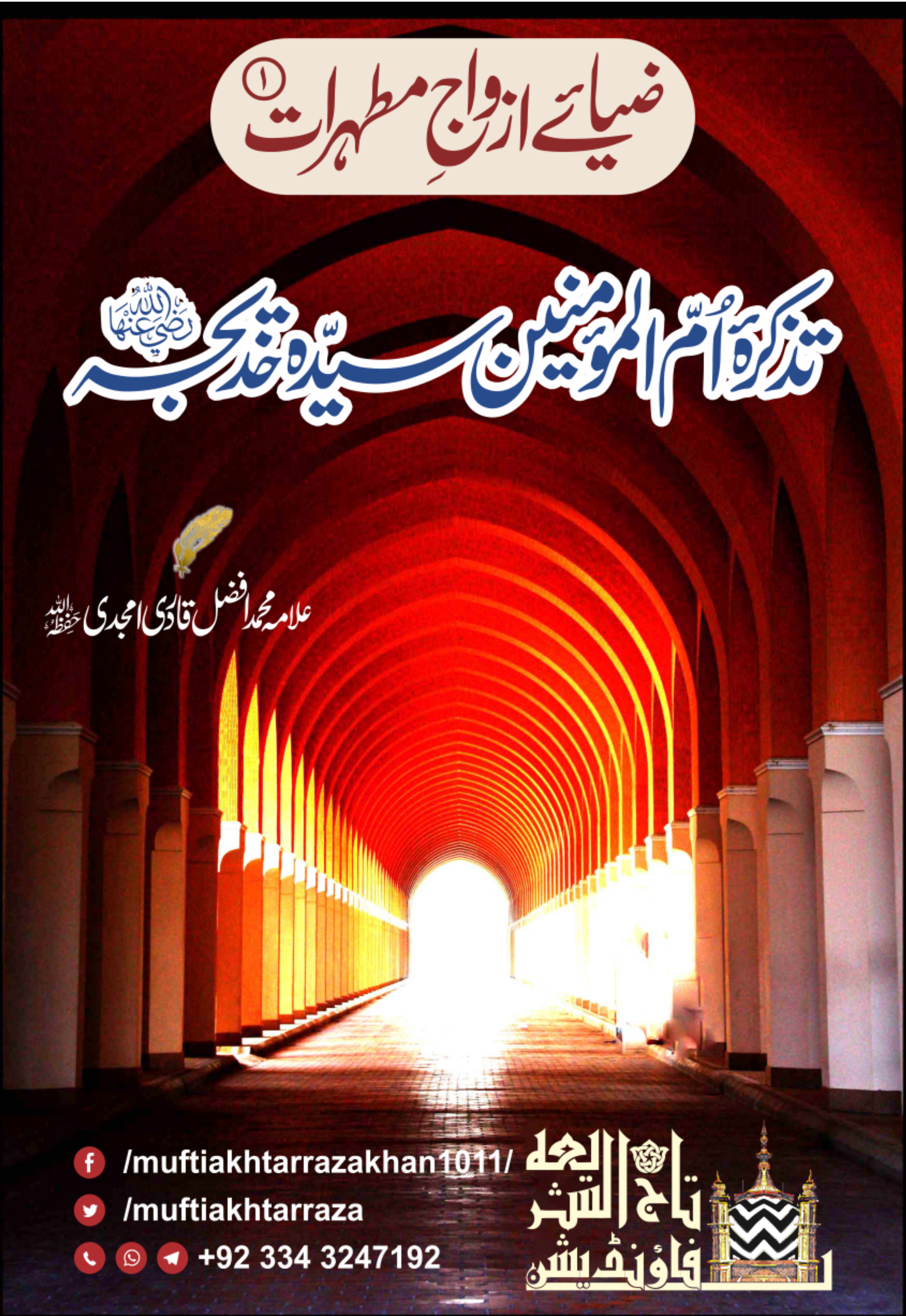

ضیائے ازواجِ مطہرات ①

تذکرۂ اُمُّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

علامہ محمد افضل قادری امجدی حفظہ اللہ

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

/muftiakhtarrazakhan1011/
/muftiakhtarraza
+92 334 3247192

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشۂ مفسرِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام
کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ
کے لئے وزٹ کریں

www.muftiakhtarrazakhan.com

/muftiakhtarrazakhan1011/
/muftiakhtarraza
+92 334 3247192

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

ضیائے ازواجِ مطہرات (۱)

تذکرہ اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ

رضی اللہ عنہا

از

علامہ محمد افضل قادری امجدی حفظہ اللہ

بشکریہ

مولانا محمد صابر اختر القادری حفظہ اللہ

پیشکش

www.muftiakhtarrazakhan.com

دار النقی، تاج الشریعہ فاؤنڈیشن، کراچی، پاکستان

تذکرۂ اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

سیّدہ کا نام ولقب:

آپ کا نام خدیجہ لقب طاہرہ جب کہ کنیت ام ہند ہے۔

سلسلۂ نسب:

شیخ محقّق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ کا نسب نامہ یہ ہے خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد. بن اسعد. بن عبدالعزی. بن قصی. بن کلاب. بن مرہ. بن کعب. بن لوی قصی پر پہنچ کر سیّدہ کا نسب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب پاک سے مل جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصی کی نسل میں سوائے سیّدہ خدیجہ وامّ حبیبہ رضی اللہ عنہما کے دیگر کسی بھی عورت کی خواستگاری نہ فرمائی تھی آپ کی والدہ فاطمہ بنت زاہدہ. بن الاصم تھیں یہ. نبی عامر بن لوی سے تھیں۔

(مدارج مترجم)

خیال رہے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ولادت واقعۂ فیل سے پندرہ سال قبل مکّۃ المکرمہ میں ہوئی شیخ صاحب فرماتے ہیں سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنھا حضور کے ساتھ چوبیس یا پچیس سال شریک حیات رہیں اور ہجرت سے پانچ یا تین سال قبل وصال فرما گئیں۔ اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی جب کہ بعثت کو دس سال ہو چکے تھے۔ مقام حجون میں تدفین ہوئی حضور اکرم نے بذات خود قبر شریف میں اتر کر دعا فرمائی اس وقت نماز جنازہ مشروع نہ تھی۔ جس سال سیّدہ کا انتقال ہوا اس کو عام الحزن کہتے ہیں کیونکہ آپ کی رحلت کے بعد حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمزدہ رہتے تھے (مدارج بہ تغیر) اور جتنا عرصہ آپ حضور کی رفاقت میں رہیں رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا نکاح نہ فرمایا چنانچہ امام مسلم سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

روایت فرماتے ہیں کہ: ’’قالت لم یتزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی خدیجة حتی ماتت ‘‘یعنی رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ کے وصال تک دوسرا نکاح نہ فرمایا۔

(رواہ مسلم فی باب من فضائل خدیجة ج ۲ ص ۲۸۴)

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زمانہ جاہلیت ہی میں بت پرستی سے بیزاری فرمائی تھی چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: ’’واللہ لا اعبد اللات والعزی واللہ لا اعبد ابدا قال فتقول خدیجة خل اللات خل العزی قال کانت صنمھم التی کانوا یعبدون ثم یضطجعون۔‘‘

(مسند امام احمد بن حنبل جلد رابع ص ۲۲۲)

یعنی قسم بخدا میں کبھی بھی لات وعزیٰ کی پوجا نہ کروں گا راوی فرماتے ہیں کہ سیّدہ خدیجہ فرماتی ہیں کہ لات وعزیٰ کو چھوڑ دیں راوی کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ان کے بت تھے پھر اس سے پہلوتہی کرتے تھے۔

نیز حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ: ’’خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الارض اربعة خطوط قال تدرون ماھذا فقالوا اللہ ورسولہ اعلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل نساء اھل الجنة خدیجة بنت خویلد وفاطمة بنت محمد وآسیة بنت مزاحم امراة فرعون ومریم ابنة عمران رضی اللہ عنھن۔‘‘

(مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۲۹۳ بیروت)

رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ زمین پر چار خطوط کھینچے اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں تو رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنتی عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت والی یہ عورتیں ہیں خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی) اور مریم بنت عمران۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد یعنی خویلد تاجر تھے اور اپنے قبیلہ میں

باعظمت شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ تمام قریش میں بھی بڑے محترم ومعزز مانے جاتے تھے مکّہ میں قیام کے دوران فاطمہ بنت زائدہ سے آپ کا رشتۂ ازدواج قائم ہوا اور فاطمہ بنت زائدہ ہی کے شکمِ مبارک سے اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تولد فرمایا آپ کے والد نے یمن کے بادشاہ تبع سے جب کہ اس نے کعبہ معظمہ سے حجر اسود لے جانے کا ارادہ کیا تو خویلد نے ان کا مقابلہ کیا تھا۔

(طبقات ابن سعد)

ایمان لانے میں سب سے اول:

الاصابہ میں ہے کہ: ”كانت خديجة اول من آمن بالله ورسوله وصدق بما جاء به۔“ یعنی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور رسولِ کائنات جو احکام لے کر آئے ان کی تصدیق فرمائی۔

(الاصابہ/ج۸/ص۱۰۰)

نیز اسد الغابہ میں ہے کہ: ”اول خلق الله اسلم باجماع المسلمين لم يتقدمها رجل ولا امرأة“ یعنی مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ سیّدہ خدیجہ مخلوقِ خدا میں سب سے پہلے مشرّف بااسلام ہوئیں آپ سے پہلے خواہ مرد ہو یا عورت کسی نے بھی اسلام قبول نہ کیا تھا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج ۷ ص ۸۹)

نیز سیّدہ نماز کی فرضیت سے قبل ایمان لائیں۔ چنانچہ مستدرک میں ہے کہ:

”كانت خديجة رضى الله عنها اول من آمن بالله ورسوله وصدق رسوله قبل ان تفرض الصلوٰة۔“

(مستدرک)

آپ صاحبِ مال وشرافت تھیں:

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عرب کی معزز ترین وشریف ترین خاتون تھیں اور آپ کا تعلق نہایت ہی اونچے گھرانے سے تھا شریف النفس نیک طبع ہونے کے ساتھ صاحبِ فہم و

فراست تھیں مال کی فراوانی تھی تجارت فرماتی تھیں جس کیلئے اجرت پر مزدور رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ الاصابہ میں ہے: ”کانت خدیجة امراة شریفة جلدة کثیرة المال“ یعنی آپ شریف صاحب فہم وفراست اور کثیر المال تھیں۔

(الاصابہ ج۸ ص۱۰۱)

اسد الغابہ میں ہے کانت خدیجة امراة تاجرة ذات شرف و مال تستأجر الرجال فی مالھا یعنی آپ تاجرہ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب شرف ومال تھیں اور مزدوری پر لوگوں کو تجارت کرنے کے لئے حاصل کرتی تھیں۔

(اسد الغابہ ج۷ ص۹۰)

حضور ﷺ کے نکاح میں آنے سے قبل شادی:

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سیّد عالم ﷺ کی زوجیت میں آنے سے پہلے دو نکاح کر چکیں تھیں پہلے شوہر کا نام ابوھالہ بن زرارہ بن نباس بن عدی بن حبیب بن صرد ابن سلامۃ بن جروہ اسید بن عمر بن تمیم التمیمی تھا۔

جب کہ دوسری روایت میں سلسلہ نسب یہ ہے ابوھالہ ہند بن نباش بن زرارہ بن وفدان بن حبیب بن سلامہ بن جروہ بن اسید بن عمرو بن تمیم و اللہ و رسولہ اعلم بالصواب

دوسرے شوہر کا نام وسلسلہ نسب یہ ہے عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم المخزومی۔

خیال رہے اس میں اختلاف ہے کہ پہلے کس سے نکاح ہوا۔

(اسد الغابہ ج۷ ص۸۹)

سیّدہ کے ہاں عتیق کی زوجیت میں ایک بیٹی تولد ہوئی جس کا نام ہند بنت عتیق تھا

جب کہ ابوھالہ کے پاس ایک بیٹے اور ایک بیٹی کی ولادت ہوئی بیٹی کا نام ہند بنت ابوھالہ اور بیٹے کا نام ھالہ ابن ابی ھالہ تھا۔

(ایضاً)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقد نکاح

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ:

وکان سبب تزوجها برسول الله صلی الله علیه وسلم ما اخبرنا ابو جعفر باسناده عن یونس عن ابن اسحاق قال کانت خدیجة امراة تاجرة ذات شرف ومال تستاجر الرجال فی مالها تضاربهم ایاه بشئی تجعله لهم منه فلما بلغها عن رسول الله صلی الله علیه وسلم مابلغها من صدق حدیثه وعظم امانته وکرم اخلاقه بعثت الیه وعرضت علیه ان یخرج فی مالها الی الشام تاجرا وتعطیه افضل ماکانت تعطی غیره من التجار مع غلام لها یقال له میسرة فقبله منها وخرج فی مالها ومعه غلامها میسرة فی قدم الشام فنزل رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ظل شجرة قریبا من صومعة راهب فاطلع الراهب الی میسرة فقال من هذا الرجل الذی نزل تحت هذه الشجرة قال هذا رجل من قریش من اهل الحرم فقال له الراهب مانزل تحت هذه الشجرة قط الا نبی ثم باع رسول الله صلی الله علیه وسلم سلعته التی خرج بها واشتری ما اراد ثم اقبل قافلا الی مکة فلما قدم علی خدیجة بمالها باعت ماجاء به فاضعف اوقریبا وحدثها میسرة عن قول الراهب وکانت خدیجة امراة حازمة لبیبة شریفة مع ما اراد الله بها من کرامتها فلما اخبرها میسرة بعث الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت له انی قد رغبت فیک لقرابتک منی وشرفک فی قومک وامانتک عندهم وحسن خلقک وصدق حدیثک ثم عرضت علیه نفسها وکانت اوسط نساء قریش نسبا واعظمهم شرفا واکثرهم مالا فلما قالت لرسول الله صلی الله علیه وسلم ما قالت ذکر ذلک لاعمامه فخرج معه حمزة بن عبدالمطلب حتی دخل علی خویلد بن اسد فخطبها الیه فتزوجها رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فولدت لرسول الله صلی

الله عليه وسلم ولده كلهم قبل ان ينزل عليه الوحى زينب وام كلثوم وفاطمة ورقية والقاسم والطاهرالطيب فاماالقاسم والطيب والطاهر فهلكواقبل الاسلام وبالقاسم كان يكنى رسول الله صلى الله عليه وسلم امابناته فادركن الاسلام فهاجرن معه واتبعنه وآمنّ به وقيل ان الطاهر والطيب ولدافى الاسلام۔ ''

(اسدالغابہ فی معرفت الصحابہ ج ۷ ص ۹۰)

یعنی حضرت خدیجہ کے رسولِ کائنات ﷺ کی زوجیت میں آنے کا سبب یہ تھا کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر نے اپنی اسناد کیساتھ یونس سے وہ روایت کرتے ہیں ابن اسحاق سے کہ انہوں نے کہا کہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت شریف مالدار تاجر خاتون تھیں۔ لوگوں کو بطور عقد مضاربت کے مزدوری پر حاصل کرتی تھیں۔ منافع میں سے کچھ ان کو دیتی تھیں جب سیّدہ خدیجہ کو رسولِ کائنات ﷺ کی راست گوئی اور امانت داری و کریم اخلاقی و نیک کرداری کی خبر پہنچی تو آپ کو قاصد بھیجا اور درخواست پیش کی کہ حضور میرا مال تجارت لے کر شام جائیں اور یہ کہ آپ کو اس سے زائد دوں گی جو کچھ دیگر تاجروں کو دیتی تھی۔ بایں ہمہ اپنا غلام میسرہ بھی دوں گی آپ نے اس تجویز کو قبول فرمایا اور سیّدہ کا مال اور آپ کا غلام لے کر روانہ ہوئے، یہاں تک کہ شام پہنچے اور ایک راہب کی خانقاہ کے قریب کسی درخت کے سایہ میں پڑاوَ ڈالا۔ اس راھب نے میسرہ کو دیکھا اور پوچھا یہ شخص جو کہ درخت کے نیچے فروکش ہوا ہے کون ہے؟ میسرہ نے جواب دیا کہ اہل حرم سے ایک قریشی ہے تو راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے اللہ کے کسی نبی کے اور کوئی شخص آج تک فروکش نہیں ہوا ہے رسولِ کائنات ﷺ نے جو مال لایا تھا بیچ دیا اور جو خریدنا تھا خریدا پھر آپ مکّہ پلٹے جب آپ خدیجہ کے پاس ان کا مال لے آئے تو اس سے دو چند منافع حاصل ہوا اور میسرہ نے راہب کا قول حضرت خدیجہ کو بیان کیا۔ سیّدہ خدیجہ باعزم صاحب عقل و فراست شریف خاتون تھیں بایں ہمہ جو اللہ نے آپ کیساتھ کرامت و بزرگی کا ارادہ فرمایا (آپ میں وہ سارے اوصاف موجود

تھے) تو جب میسرہ نے سیّدہ کو خبر دی تو آپ نے رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا اور عرض گذار ہوئیں میں آپ پر گرویدہ ہوں آپ سے اپنی قرابت اور آپ کی اپنی قوم میں شرف و بزرگی اور حسن اخلاق و راست بازی کی وجہ سے اپنے آپ کو حضور کی زوجیت کے لئے پیش کیا۔ سیّدہ خواتین قریش میں اوسط درجہ کی نجیب و شریف خاتون تھیں جب کہ قوم میں سب سے زیادہ بزرگی و مال والی تھیں تو جب آپ نے حضور کی خدمت میں عریضہ پیش فرمایا تو رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر فرمایا، تو حضرت حمزہ آپ کے ہمراہ سیّدہ کے والد خویلد ابن اسد کے پاس تشریف لے گئے اور سیّدہ کو شادی کا پیغام دیا اور رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کر دی (ابراہیم کے علاوہ) نزول وحی سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد زینب، ام کلثوم، فاطمہ، رقیہ، قاسم، طاہر، طیب سیّدہ رضی اللہ عنہا کے شکمِ مبارک سے ہوئی۔ قاسم، طیب وطاہر قبل زمانہ اسلام ہی انتقال فرما گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابو القاسم تھی اور آپ کی پیاری بیٹیوں نے زمانہ اسلام پایا اور حضور کے ساتھ ہجرت فرمائی اور آپ پر ایمان لائیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ طاہر اور طیب کی ولادت زمانہ اسلام میں ہوئی۔

خیال رہے بحیرا نامی راہب نصرانیوں کا بہت بڑا عالم تھا اور اپنی خانقاہ ہی میں رہتا تھا جب قافلہ قریش اس سال اس کے ہاں فروکش ہوا تو راہب نے بہت سا کھانا پکوایا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنے صومعہ میں حضور کو دیکھا کہ آپ پر ایک بدلی سایہ فگن تھی جب یہ قافلہ راہب کے قریب درخت کے سایہ میں اترا تو اس نے دیکھا کہ بدلی نے درخت کی شاخوں کو حضور پر سایہ کرنے کے لئے جھکا دیا ہے یہ منظر دیکھ کر بحیرا راہب اپنی خانقاہ سے نیچے تشریف لائے اور جونہی نبی رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر پڑی تو بغور دیکھنے لگے جب کھانے سے فارغ ہوئے تو راہب نے حضور کی حالت بیداری و خواب استراحت کی کیفیت معلوم کی تو اس نے ان تمام علامات کے عین مطابق پایا جن کو وہ جانتا تھا پھر حضور کی پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کی۔ اور ابو طالب سے کہنے لگے کہ یہ بچہ آپ کا کیا لگتا ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرا راہب نے کہا کہ ہرگز نہیں ان کا باپ تو زندہ نہ ہونا چاہیے۔ پھر ابوطالب نے کہا کہ یہ بچہ میرا بھتیجا ہے راہب نے پوچھا کہ اس کے باپ کا کیا ہوا؟ ابوطالب نے جواباً کہا کہ ابھی یہ شکم مادر ہی میں تھے کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ بحیرا نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے اور یہ کہا کہ ان کی یہودیوں سے حفاظت کرنا مبادا کہیں آپ کو نقصان نہ پہنچائیں اور آپ انہیں فوراً گھر لے جائیے یہ سن کر ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر فوراً مکّہ روانہ ہوگئے۔

بحیرا راہب کی پیش گوئی:

ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب شام روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قریش وشیوخ کے ساتھ ہولیئے جب ان کو وہ راہب نظر آیا یہ اترے اور اپنے کجاوے کھولے اس مرتبہ راھب ان کے پاس آیا حالانکہ اس سے قبل جب وہ اس کے پاس سے گزرتے تو راھب کبھی بھی ان کی طرف التفات نہ کرتا تھا راھب ان میں آکر مل گیا اور لوگوں کو دیکھنے لگا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھام کر کہنے لگا کہ یہ تمام عالم کا سردار ہے یہ رب العالمین کا رسول ہے اللہ اسے رحمۃ العالمین بنا کر مبعوث فرمانے والا ہے شیوخ قریش نے پوچھا کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا اس نے کہا کہ جب تم گھاٹی سے برآمد ہوئے تو کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ ریز نہ ہوا ہو اور جمادات ونباتات صرف نبی کے حضور سجدہ کرتے ہیں۔

(طبری وخصائص وغیرہ)

خیال رہے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آنے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ تمام واقعات جو سفر شام میں پیش آئے تھے مثلاً خرید وفروخت میں برکت ومنافع میں کثرت اور حضور پر بادل کا سایہ کرنا اور درخت کا آپ کی طرف جھک جانا نیز اھل عرب کی طرح خرید وفروخت میں لات وعزیٰ کی قسم نہ کھانا اور واقع راھب وغیرہ کو میسرہ نے حضرت خدیجہ کی خدمت میں عرض کیا جس سے آپ بے حد مسرور ہوئیں اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

برگزیدہ ہوگئیں اور آپ کو جتنی رقم دینے کا وعدہ کیا تھا اس سے زائد رقم آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کی اور تمام حالات کا تذکرہ ورقہ بن نوفل کو کیا انہوں نے کہا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ اس امّت کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہ بات میں خوب جانتا ہوں کہ آخری نبی تشریف لانے والے ہیں اور ان کی آمد بہت قریب ہے چونکہ ورقہ بن نوفل توریت شریف کے عالم تھے اس وجہ سے ورقہ کے بیان سے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اور بھی اشتیاق ہوا نیز شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آفتاب ان کے گھر میں اترا ہے اور وہاں سے اس کا نور پھیل رہا ہے حتیٰ کہ مکّہ شریف کا ہر گھر اس نور کے باعث چمک اٹھتا ہے خواب سے بیدار ہونے پر انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کو اپنے خواب سے آگاہ کیا تو انہوں نے خواب کی تعبیر یوں بتائی کہ تمہارا نکاح آخر الزمان پیغمبر سے ہوگا۔

(مدارج شریف مترجم)

چنانچہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شام کے سفر سے واپسی کے چند دن بعد سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنھا نے حضور سیّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھیجا جس کو حضور نے اپنے چچاؤں کے مشورہ سے قبول فرمالیا۔

سیّدہ کا حق مہر

شیخ محقّق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سیّدہ کا حق مہر انتیس جوان اونٹ بندھا تھا جب کہ دوسری روایت میں بارہ اوقیہ تھا۔

(مدارج شریف)

سیّدہ کا خطبۂ نکاح

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کے موقع پر ابوطالب نے فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

خطبۂ ابوطالب

حمد و شکر گزاری ہے اس خدا کے لئے جس نے ہمیں فرزندان ابراہیم اور اولاد

اسماعیل سے پیدا فرمایا اور ہمیں معد اور مضر کی صلبوں سے پیدا کیا اور اپنے گھر بیت اللہ کا نگہبان اور اپنے حرم کا پیشوا بنایا اور وہ گھر ہمیں عطا فرمایا کہ اطراف و جوانب سے لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں اور ہمیں ایسا حرم عطا کیا کہ ہر شخص وہاں آتا ہے اور اسے امان ملتی ہے اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا۔

اما بعد! حق یہ ہے کہ میرے بھائی عبد اللہ بن عبد المطلب کا یہ بیٹا وہ ہے جس کی مثال قریش میں اور کوئی نہیں اگرچہ اس کے پاس مال کی قلت ہے اور مال و دولت ایک پر چھائیں ہے جو زائل ہو جاتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ شخص ہے جس کی قرابت اور خویشی کو تم سب خوب پہچانتے ہو جو ہمارے ساتھ ہے اور تحقیق کہ وہ خدیجہ بنت خویلد کی خواستگاری کرتا ہے اور اس کا مہر میرے مال میں سے بیس اونٹ مقرر کرتا ہے اور قسم ہے خدا کی کہ اس کے بعد شان عظیم ہوگی اور اس کے حق میں بہت بڑا امر ظاہر ہوگا۔

اس کے بعد ورقہ بن نوفل جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا کا بیٹا تھا اس نے بھی خطبہ پڑھا جس کا مضمون یہ ہے:

خطبہ ورقہ بن نوفل

اس خدا کی حمد ہے اور سپاس گزاری ہے جس نے ہمیں بنایا جیسا کہ تو نے ذکر کیا اے ابو طالب اور ہمیں فضیلت عطا کی جیسے کہ تو نے بتایا ہے پس ہم تمام عرب کے بزرگ و پیشوا ہیں اور آپ تمام فضیلتوں کے حامل ہیں جن کا انکار کوئی نہیں کرسکتا اور کوئی شخص بھی تمہارے فخر و شرف کو رد نہیں کرسکتا پس ہم نے تمہارے ساتھ پیوند اور رشتہ داری کے لئے رغبت کی ہے اے قریش گواہ رہنا کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجگی میں دے دیا ہے چار سو مثقال مہر پر۔

ابو طالب نے کہا اے ورقہ میں چاہتا ہوں کہ اس میں خدیجہ کا چچا عمرو بن اسد بھی شریک ہو پس عمرو بن اسد نے کہا اے گروہ قریش گواہ رہیں کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد

بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نکاح میں دے دیا۔
پھر طرفین سے ایجاب و قبول ہوا۔

(مدراج شریف مترجم)

سیدہ کے نکاح کے متعلق ایک غلط روایت

سیدہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق لوگ ایک غلط واقعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ خود خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شادی کا پیام دیا تھا یہ ایک نہایت شریف بی بی تھیں، قریش کا ہر شخص ان سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا اور اس کے لئے انہوں نے بہت سارو پیہ بھی صرف کیا تھا پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کو بلا کر اتنی شراب پلائی کہ وہ بالکل مدہوش ہوگیا انہوں نے ایک گائے بھی ذبح کی خوشبو لگائی اور کام کیا ہوا حلہ زیب تن کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے چچاؤں کیساتھ بلا بھیجا وہ خدیجہ کے ہاں آئے ان کے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی شادی کردی مگر جب ہوش آیا تو کہنے لگا یہ گائے کیوں ذبح ہوئی یہ خوشبو کیوں لگائی گئی اور یہ اعلیٰ لباس کیوں پہنایا گیا ہے حضرت خدیجہ نے اس سے کہا تم نے مجھے محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بیاہ دیا ہے۔ اس نے کہا ہرگز نہیں قریش کے اکابر نے تمہارا پیام دیا مگر میں نے منظور نہیں کیا واقدی کہتے ہیں کہ یہ روایت ہمارے نزدیک بالکل غلط ہے ان کے والد واقعہ فجار سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے۔

(تاریخ طبری)

ایمانِ ورقہ بن نوفل

یہ حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور کتب سماویہ کے عالم تھے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اظہارِ نبوت سے قبل ہی وفات پا گئے مگر نزولِ وحی کا واقعہ سن کر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی چنانچہ مستدرک کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ ورقہ بن نوفل نے نزول وحی کا واقعہ سن کر عرض کی۔

والذی نفسی بیدہ انک نبی مجھے اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری

جان ہے آپ نبی ہیں۔

(فیوض الباری)

نیز رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لاتسبوا ورقة فان كان له جنة او جنتان یعنی ورقہ کو برا بھلا مت کہو بیشک اس کیلئے ایک یا دو جنتیں ہیں هذا حديث صحيح على شرط الشيخين۔

(عمدۃ القاری)

مزید برآں یہ کہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ عن عائشة قالت سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ورقه فقالت له خديجة انه كان صدقك ولكنه مات قبل ان تظهر فقال النبى صلى الله عليه وسلم رايته فى المنام وعليه ثوب بيض ولو كان من اهل النار لكان عليه لباس غير ذلك یعنی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سے ورقہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو سیّدہ خدیجہ نے فرمایا کہ بے شک ورقہ نے حضور کی تصدیق کرلی تھی لیکن اظہار نبوت سے قبل انتقال کر گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے ورقہ کو خواب میں سفید لباس میں دیکھا اگر وہ دوزخی ہوتے تو ان کا لباس سفید نہ ہوتا۔

(عمدۃ القاری)

نیز حضور فرماتے ہیں کہ: ”رأيت الفتى يعنى ورقه وعليه ثياب حرير لانه اول من آمن بى وصدقنى یعنی ہم نے ورقہ کو خواب میں دیکھا ان پر ریشمی کپڑا تھا اس لئے کہ وہ ہم پر ایمان لائے اور ہماری تصدیق کی۔

(عمدۃ القاری)

علامہ عینی مزید لکھتے ہیں: ”قال المرزبانی كان ورقة من علماء قريش وشعرائهم وكان يدعى القس وقال النبى صلى الله عليه وسلم رايته وعليه حلة خضراء یعنی مرزبانی نے کہا کہ ورقہ علماء قریش وشعراء قریش میں سے تھے ان کو قس سے پکارا جاتا تھا یعنی قس سے مشہور تھے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ ولم فرماتے ہیں کہ ہم نے ورقہ بن

نوفل کو خواب میں دیکھا ان پر سبز رنگ کا حلّہ تھا۔

(عمدۃ القاری)

ان احادیث کی روشنی میں شراح حدیث نے آپ کو مسلمان قرار دیا ہے بہر حال اتنا تو ظاہر ہے کہ ورقہ عیسائی تھے کتب سماویہ کے عالم تھے نیک تھے اور حضور کی نبوت کی انہوں نے تصدیق کی تھی حضور کی کیفیت سن کر عرض کی تھی کہ یہ تو وہی ناموس اکبر ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا۔

(فیوض الباری ج۱ ص۸۲)

پہلی وحی اور سیدہ کا حضور ﷺ کو تسلی دینا:

امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الوحی میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث روایت فرماتے ہیں:

انھاقالت اول مابدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحى الرويا الصالحة فى النوم فكان لايرى رؤيا الاجاء ت مثل فلق الصبح ثم حبب اليه الخلاء و كان يخلو بغار حِراء فيتحنث فيه وهو التعبد الليالى ذوات العدد قبل ان ينزع الى اهله ويتزود لذلک ثم يرجع الى خديجة فيتزود لمثلها حتى جاءه الحق وهو فى غار حرائ فجاءه الملک فقال اقراء فقال قلت ماانا بقارئ قال فاخذنى فغطنى حتى بلغ منى الجهد ثم ارسلنى فقال اقراء فقلت ماانا بقارئ فاخذنى فغطنى الثانية حتى بلغ منى الجهد ثم ارسلنى فقال اقراء فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنى فغطنى الثالثة ثم ارسلنى فقال (اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾) فرجع بها رسول الله صلى الله عليه وسلم يرجف فؤاده فدخل على خديجة بنت خويلد فقال زملونى زملونى فزملوه حتى ذهب عنه الروع فقال لخديجة واخبرها الخبر لقد خشيت على نفسى فقالت خديجة كلا والله مايخزيک الله ابدا انک لتصل

الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقرى الضيف وتعين على نوائب الحق فانطلقت به خديجة حتى اتت به ورقة بن نوفل ابن اسد ابن عبدالعزى ابن عم خديجة وكان امراء تنصر فى الجاهلية وكان يكتب الكتاب العبرانى فيكتب من الانجيل بالعبرانية ماشاء الله ان يكتب وكان شيخا كبيرا قدعمى فقالت له خديجة ياابن عم اسمع من ابن اخيک فقال له ورقة ياابن اخى ماذاترى فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم خبرمارأى فقال له ورقة هذاالناموس الذى نزل الله على موسىٰ ياليتنى فيها جزعاياليتنى اكون حيّا اذايخرجک قومک فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اومخرجى هم قال نعم لم يأت رجل قط بمثل ماجئت به الاعودى وان يدركنى يومک انصرک نصرامؤزّرا ثم لم ينشب ورقةان توفى وفترالوحى۔

(بخاری شریف کتاب الوحی ج ۱ ص ۳)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے ہوئی آپ جو خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا پھر آپ خلوت پسند ہو گئے اور غارِ حرا میں جانے لگے وہاں کئی کئی راتیں ٹھہر کر عبادت کرتے کاشانۂ اقدس کی طرف لوٹنے سے پہلے اور کھانے پینے کی چیزیں لے جاتے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹتے اور وہ اسی طرح کھانے پینے کا بندوبست کر دیا کرتیں یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آ گیا جب کہ آپ غارِ حرا میں تھے یعنی فرشتے نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا پڑھئے حضرت صدّیقہ فرماتی ہیں میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑ کر بڑے زور سے دبایا پھر چھوڑتے ہوئے کہا پڑھئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑ کر دوبارہ بڑے زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑا اور سہ بارہ دبایا پھر مجھے چھوڑ کر کہا پڑھو اپنے رب کے نام سے

جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ واپس لوٹے آپ کا دل کانپ رہا تھا۔ پس حضرت خدیجہ بنت خویلد کے پاس آئے اور فرمایا مجھے کمبل اوڑھا دو مجھے کمبل اوڑھا دو انہوں نے کمبل اوڑھا دیا یہاں تک کہ خوف دور ہو گیا حضرت خدیجہ کو سارا واقعہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ حضرت خدیجہ نے کہا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے محتاجوں کے لئے کماتے مہمان کی ضیافت کرتے اور راہ حق میں مصائب برداشت کرتے ہیں پس حضرت خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی کے پاس لے گئیں جو حضرت خدیجہ کے چچا زاد تھے وہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عبرانی میں کتابت کیا کرتے تھے پس جو اللہ چاہتا انجیل سے عبرانی میں لکھا کرتے تھے وہ بوڑھے اور بینائی سے محروم تھے حضرت خدیجہ نے ان سے کہا اے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے کی بات سنئے ورقہ نے آپ سے کہا اے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دیکھا تھا اسے بتا دیا پس ورقہ نے آپ سے کہا کہ یہی تو وہ ناموس ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر اتارا تھا اے کاش میں جوان ہوتا اے کاش میں زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو نکالے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھے نکالیں گے؟ کہا ہاں جب بھی کوئی شخص یہ چیز لے کر آیا جیسی آپ لائے ہیں تو اس کے ساتھ عداوت کی گئی اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔ چند دنوں کے بعد ورقہ بن نوفل نے وفات پائی اور وحی کا سلسلہ بھی رک گیا۔ (شاہجہانپوری) الغرض جب رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کلام الٰہی کے نزول وشدت وثقالت وحی کی وجہ سے رعب واضطراب حاصل ہوا تو اس کو حضور نے اپنے الفاظ لقد خشیت علی نفسی سے تعبیر فرمایا چونکہ جب حضور پر وحی نازل ہوئی اور انوار و برکات صمدیت متوجہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے زیادہ ثقیل وشدید چیز کا بار دوشِ نبوی پر رکھا تو اس کی سرگذشت سنانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وحی کی ثقالت اور کلام الٰہی کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ ایسا معلوم ہونے لگا کہ اب جان چلی چنانچہ وحی کو خود قرآن نے قولِ ثقیل فرمایا ہے اور تصریح فرمائی اگر وحی کسی پہاڑ پر اتار دی جاتی تو وہ جلال الٰہی سے پاش پاش ہو جاتا مگر یہ تو ذات نبوی ہی تھی جس نے بتوفیق الٰہی پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دینے والی چیز کی شدت کو برداشت فرمالیا اور اس کے اثرات جو آپ پر طاری ہوئے تھے چادر اوڑھا دینے تک رہے اس کے بعد حضور نے سیّدہ کو غارِ حرا والا واقعہ سنایا تو سیّدہ کو چونکہ حضور سے والہانہ محبت تھی لہٰذا حضور کو تسلیاں دینے لگیں اور آپ کی خوبیاں بیان فرمانے لگیں کہ آپ تو ایسی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں آپ کی جان کو خطرہ کیسے ہوسکتا ہے پھر آپ کو ورقہ ابن نوفل کے پاس لے گئیں۔

(فیوض الباری بتصرف)

علامہ عینی فرماتے ہیں: ”

وفی سیّد سلیمان بن طرحان التیمی انها رکبت الی بحیرا بالشام فسألته عن جبرئیل علیه السلام فقال لها قدوس یا سیّدة قریش انی لک بهذا الاسم فقالت بعلی و ابن عمی اخبرنی انه یأتیه فقال ماعلم به الا نبی فانه السفیر بین الله و بین انبیائه و ان الشیطان لایجترئ ان یتمثل به و لا ان یتسمی باسمه“

(عمدۃ القاری)

یعنی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بحیرا شام کی طرف گئیں اور ان سے جبرئیل کے بارے میں سوال کیا راھب نے کہا اے سیدۂ قریش وہ مقدّس فرشتہ ہے آپ کو اس نام کے بارے میں کیسے علم ہوا سیدہ نے فرمایا کہ میرے خاوند جو کہ میرے چچا زاد ہیں کہتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل آئے ہیں۔

راہب کہتے ہیں سوائے نبی کے جبرئیل کو کوئی نہیں جانتا کیونکہ وہ اللہ اور اس کے نبیوں کے درمیان سفیر ہیں اور شیطان ان کی شکل وصورت نہیں بنا سکتا اور نہ ہی ان کے نام سے اپنا نام رکھ سکتا ہے۔ نیز علامہ عینی ہی فرماتے ہیں کہ: ” ان خدیجة رضی الله عنها

خرجت الی الراهب ورقة وعدس فقال ورقة اخشی ان یکون احد شبه بجبرئیل علیه السلام فرجعت وقدنزل ن والعلم ومایسطرون فلما قرأ علیه السلام هذا علی ورقة قال اشهد ان هٰذا کلام اللہ تعالیٰ ‘‘یعنی حضرت خدیجہ راھب ورقہ وعدس کی طرف تشریف لے جاتی ہیں ورقہ کہتے ہیں کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کسی نے جبرئیل کی شبیہ بنائی ہو آپ واپس آئیں تو ن والقلم ومایسطرون وحی الٰہی نازل ہو چکی تھی تو حضور نے اس کو ورقہ پر تلاوت فرمایا تو ورقہ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا کلام ہے حاصل کلام یہ کہ ابتدائے وحی کے موقع پر سیّدہ ہی نے حضور کو تسلی دی اور آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور خود بھی اس وجہ سے ورقہ وعدس وراھب بحیرا کے پاس تشریف لے گئیں مزید برآں یہ کہ اظہارِ نبوت کے انہی ابتدائی دنوں سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سیّد عالم ﷺ سے عرض گزار ہوئیں:

یا ابن عم هل تستطیع ان تخبرنی بصاحبک الذی یاتیک اذا جاءک قال نعم فبینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عندها اذا جاءه جبرئیل فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم هذا جبرئیل قد جاءنی فقالت اتراه الآن قال نعم قالت اجلس علی شقی الایسر فجلس فقالت هل تراه الآن قال نعم قالت فاجلس علی شقی الایمن فجلس فقالت هل تراه الان قال نعم قالت فتحول فاجلس فی حجری فتحول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فجلس فقالت هل تراه قال نعم قال فتحسرت والقت خمارها فقالت هل تراه قال لاقالت ماهذا شیطان ان هذا الملک یا ابن عم اثبت وابشر ثم آمنت به وشهدت ان الذی جاء به الحق۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ الجزء السابع ص ۹۲، ۹۳)

یعنی اے میرے چچا زاد کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ جب حضرت جبرئیل آپ کے پاس آئیں تو آپ مجھے خبر دیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جی ہاں، اسی اثنا میں کہ آپ

حضرت خدیجہ کے پاس تشریف فرما تھے کہ جبرئیل حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل آئے ہیں سیدہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا اس وقت آپ انہیں دیکھ رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جی ہاں سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور میرے بائیں پہلو پر تشریف فرما ہو جائیں حضور تشریف فرما ہوئے سیدہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا حضور اب ان کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا جی ہاں عرض کی حضور میرے دائیں پہلو کو شرف بخشئے رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو یہ سعادت بھی بخشی سیّدہ نے پوچھا حضور کیا آپ جبرئیل کو اب بھی دیکھ رہے ہیں فرمایا جی ہاں گزارش کی حضور میری آغوش میں رونق افروز ہو جائیں آپ نے سیّدہ کی کوشک کو بھی زینت بخشی سیّدہ نے عرض کی حضور کیا اب بھی آپ جبرئیل کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا جی ہاں اس پر سیّدہ رضی اللہ عنہا نے مکشوف الرأس ہو کر فرمایا کیا اب آپ جبرئیل کو دیکھ رہے ہیں فرمایا جی نہیں سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا یہ شیطان نہیں ہے اے میرے چچازادے یہ تو فرشتہ ہے آپ ثابت قدم رہیں اور آپ کو بشارت و خوشخبری ہو پھر سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ پر ایمان لائیں اور گواہی دی کہ بے شک حضور جو کچھ لے کر آئے وہ حق ہے۔

خیال رہے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا توراتِ شریف کی عالمہ تھیں۔

(مراۃ المناجیح)

نیز ایک دفعہ سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سیّدہ خدیجہ پر رشک کرنے پر حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”واللہ ما ابدلنی اللہ خیر امنها آمنت اذا کفر الناس و صدَّقتنی و کذبنی الناس و واستنی فی مالها اذا حرمنی الناس و رزقنی اللہ منها اولادا اذ حرمنی اولاد النساء قالت عائشة فقلت فی نفسی لا اذکرها بسیئة ابدا۔“ یعنی قسم بخدا مجھے خدیجہ سے اچھی زوج نہ ملی وہ ایمان لائیں جب لوگ کافر تھے انہوں نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور جب لوگوں نے مجھے مال سے محروم رکھا انہوں نے مجھ پر اپنا مال نچھاور کیا اور اللہ نے مجھے ان کے شکم سے اولاد عطا فرمائی جب اور

عورتوں کی اولاد نے مجھے محروم کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں کبھی بھی سیدہ خدیجہ کو نازیبائی سے یاد نہ کروں گی۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج ۷ ص ۹۵)

حاصل یہ کہ کفارِ قریش آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلاتے تھے تو اس سے حضور کو بڑا غم اور تکلیف ہوتی تھی لیکن جب آپ سیّدہ کو دیکھ لیتے تھے تو آپ کو وہ تمام رنج و آلام بھول جایا کرتے تھے اور آپ کو خوشی محسوس ہوتی تھی اور سیّدہ خدیجہ کے پاس آپ تشریف فرما ہوتے تو وہ آپ کی نہایت خاطر داری کیا کرتی تھیں اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جملہ مشکلات آسان محسوس ہونے لگتی تھیں۔

(مدارج شریف مترجم)

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دارِ فانی سے رحلت:

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت کیساتھ چوبیس یا پچیس سال کا عرصہ شریک حیات رہیں اور ہجرت سے پانچ یا تین سال قبل ان کا وصال ہو گیا تھا جب کہ آپ پینسٹھ سال کی عمر میں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارک سے دس سال بعد رمضان میں ان کی رحلت ہوئی اور مقبرہ حجون (جنت المعلیٰ) میں ان کی تدفین ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خود قبر شریف میں اتر کر دعائے خیر فرمائی اور اس وقت جنازہ مشروع نہ ہوا تھا سیّدہ کی رحلت کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمزدہ رہتے تھے اور جس سال سیدہ نے وصال فرمایا وہ سال عام الحزن کہلاتا ہے۔

(مدارج شریف)

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد:

جیسا کہ سابق میں گذرا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے قبل سیّدہ دو نکاح کر چکی تھیں آپ کا پہلا نکاح عتیق ابن عائذ سے جب کہ دوسرا ابوہالہ ہند بن نباس سے ہوا۔

عتیق ابن عائذ سے ایک بیٹی ہوئی جن کا نام ہند تھا ابوہالہ سے دو بچے ہوئے جن

میں سے ایک کا نام ھالہ جب کہ دوسرے کا نام ہند تھا۔ خیال رہے ہند نام مذکر و مونث دونوں کے لئے مستعمل تھا۔

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی کنیت اسی کے نام پر تھی۔

حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ پاک:

سیّدہ کے حضور کی زوجیت میں آنے کے بعد اولاد میں کثیر اختلاف ہے شیخ محقّق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس اولاد پاک پر تمام علماء کا اتفاق ہے وہ رسول زادے چھ افراد ہیں۔ ان میں دو صاجزادے حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم اور چار صاجزادیاں سیّدہ زینب، سیّدہ رقیہ، سیّدہ ام کلثوم و سیّدہ فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہم ہیں ان کے سوا پر علماء کا اختلاف ہے۔

(مدارج شریف)

کیونکہ بعض علماء نے طیب اور طاہر کو بھی شمار فرمایا اس طرح صاجزادے چار ہوتے ہیں بعض نے فرمایا ابراہیم و قاسم کے علاوہ ایک فرزند عبداللہ بھی تھے انہوں نے مکّہ ہی میں صغر سنی میں رحلت فرمائی ان ہی کا لقب طیب و طاہر تھا اس قول پر صاجزادوں کی تعداد تین ہوتی ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ طیب اور طاہر عبداللہ کے علاوہ ہیں اس طرح تعداد پانچ بنتی ہے یہ بھی منقول ہے کہ ایک حمل سے طیب و مطیب اور دوسرے سے طیب و طاہر کی ولادت ہوئی اس طرح سات صاجزادوں کیساتھ کل تعداد گیارہ بنتی ہے یہ بھی منقول ہے کہ قبل از بعثت کے ایک فرزند عبدمناف بھی ہوئے تھے اس شمار سے کل تعداد بارہ ہوتی ہے ان جملہ اقوال کا ماحصل آنحضرت کے آٹھ صاجزادے جن میں دو متفق علیہ ہیں باقی مختلف فیہ اول الذکر حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم جب کہ ثانی الذکر عبدمناف، عبداللہ، طیب، مطیب طاہر مطہر ہیں اور راجح یہ ہے کہ صاجزادے تین ہی ہیں قاسم، ابراہیم اور عبداللہ اور صاجزادیاں چار ہیں اور حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تمام اولاد پاک سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سیّدۃ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے ہے۔

(مدارج مختصراً)

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے

۱۔ حضرت قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ سیّدہ کے حضور کی زوجیت میں آنے کے بعد اولین فرزند ہیں اظہار نبوۃ سے قبل ان کی پیدائش ہوئی حضور کی انہی کے ساتھ کنیت ابوالقاسم ہے یہ اپنے پاؤں پر چلنے کی عمر تک بقید حیات رہے بعض نے یہ بھی فرمایا کہ سواری پر سوار ہونے تک جب کہ بعض کے ہاں سترہ ماہ اور دو سال تک باحیات رہے یہ صاحبزادے اظہار نبوت سے قبل ہی وصال فرماگئے ایک روایت یہ بھی ہے کہ عہد اسلام کے دوران رحلت فرمائی۔

(ایضاً)

جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپ کو ابتر یعنی منقطع النسل کہا اور یہ کہا کہ اب ان کی نسل نہیں رہی ان کے بعد ان کا ذکر بھی نہ رہے گا یہ سب چرچا ختم ہوجائے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی تکذیب کی اور ان کا رد فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں (اور فضائل کثیرہ عنایت کرکے تمام خلق پر افضل کیا حسن ظاہر بھی دیا حسن باطن بھی نسب عالی بھی نبوت بھی کتاب بھی حکمت بھی علم بھی شفاعت بھی حوض کوثر بھی مقام محمود بھی کثرت امّت بھی اعدائے دین پر غلبہ بھی کثرت فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں جس کی نہایت نہیں) تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو (جس نے تمہیں عزت وشرافت دی) اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے نہ آپ کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی اور آپ کے متبعین سے دنیا بھر جائے گی آپ کا ذکر منبروں پر بلند ہوگا قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے

رہیں گے بے نام ونشان اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں۔

(کنزالایمان وخزائن العرفان)

۲۔ حضرت عبداللہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ مکّہ میں ظہور اسلام کے بعد تولد ہوئے اور یہیں رحلت فرمائی۔

(مدارج شریف)

خیال رہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب آپ کی رحلت کی خبر عاص بن وائل نے سنی جب کہ اس سے قبل وہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر سن چکا تھا تو کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صاحبزادے فوت ہو گئے ہیں اور وہ ابتر یعنی بے نسل ہو گئے ہیں لغت میں ابتر کے معنی دم کٹا بے فرزند و بے خبر ہونا ہے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ان شانئک هو الابتر اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن اور عیب جو جو کہ آپ کی شان میں بدگو ہے۔ وہی ابتر ہے۔

(مدارج شریف)

ممکن ہے کہ دونوں موقعوں پر آیت کا نزول ہوا ہو لہٰذا دونوں اقوال میں تعارض نہ ہوگا۔ ان اصبت فمن اللہ و الا فمنی و اللہ اعلم بالصواب

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادیاں

۱۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے بعثت سے دس سال قبل آپ کی ولادت ہوئی آپ حضور کی تمام صاحبزادیوں میں بڑی تھیں ان کا نکاح حضرت ابوالعاص سے سیّدہ نے خود کروایا تھا اور ابوالعاص اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی بہن ہند بنت خویلد کے بیٹے تھے ابوالعاص اپنی کنیت کیساتھ مشہور ہیں جب کہ ان کا نام لقیط یا مقسم یا قاسم یا پھر یاسر ہے۔ خیال رہے ابوالعاص اسیران بدر میں شامل تھے اہل

مکّہ نے اپنے عزیزوں کا فدیہ مدینہ شریف بھیجا تو حضرت زینب نے بھی اپنے گلے کا ہار اتار کر بطور فدیہ بھیجا رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب وہ ہار دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے کیونکہ یہ وہی ہار تھا جو سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جہیز میں دیا تھا یہ دیکھ کر صحابہ کرام پر بھی رقت طاری ہوگئی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر یہ دیکھو کہ اسیر زینب کو رہا کر دیا جائے اور اس کا فدیہ کا مال بھی واپس کر دیا جائے تو چاہو تو ایسا کرو صحابہ نے عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح آپ کی رضا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ وہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہ کو آنحضرت کے پاس بھیج دیں گے ابوالعاص نے یہ تسلیم کرلیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید ابن حارثہ اور ایک اور شخص کو مکّہ بھیجا تا کہ وہ سیّدہ کو مدینہ لے آئیں اور ہدایت فرمائی کہ آپ لوگ مکّہ میں داخل مت ہونا چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”لما بعث اهل مكة فى فداء اسرائهم بعثت زينب فى فداء ابى العاص بمال و بعثت فيه بقلادة لها كانت عند خديجة ادخلتها بها على ابى العاص فلما رأها رسول الله صلى الله عليه وسلم رق لها رقة شديدة و قال ان رأيتهم ان تُطلِقُوْا لها اسيرها وتَرُدُّوْا عليها الذى لها فقالوا نعم و كان النبى صلى الله عليه وسلم اخذ عليه ان يَخلِيَ سبيل زينب اليه وبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم زيد بن حارثه ورجلا من الانصار فقال كونا ببطن ياجج حتى تمر بكما زينب فتصحباها حتى تأتيا بها۔

(رواہ احمد وابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۴۶)

یعنی جب اہل مکّہ نے اپنے قیدیوں کے فدیے بھیجے تو حضرت زینب نے بھی ابوالعاص کے لئے فدیہ میں کچھ مال بھیجا اسمیں اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ کے پاس تھا جسے دے کر زینب کو ابوالعاص کے ہاں رخصت فرمایا تھا تو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ ہار دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر بہت رقت طاری ہوئی اور فرمایا اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو زینب کا قیدی چھوڑ دو اور ان کی چیزیں انہیں واپس کر دو سب نے کہا ہاں ضرور اور حضور نے

ابوالعاص سے عہد لیا کہ وہ جناب زینب کا راستہ خالی کر دیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید ابن حارثہ کو اور ایک اور انصاری کو بھیجا ان سے فرمایا کہ تم دونوں بطن یاجج میں رہنا تا آنکہ تم پر زینب گزریں تو انہیں اپنے ساتھ لے لینا۔

خیال رہے یہ واقعہ غزوۂ بدر کا ہے جس میں ستّر بڑے بڑے کفّار قتل ہوئے اور اتنے ہی قیدی بنے ان قیدیوں کے بارے میں حضرت عمر نے قتل کا مشورہ دیا تھا جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فدیہ لے کر چھوڑنے کا اس امید پر کہ ہوسکتا ہے یہ لوگ مشرّف باسلام ہوں۔

نیز اسوقت مومنہ کا کافر سے نکاح جائز تھا اس لیے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوالعاص کے نکاح میں رہیں حالانکہ آپ مومنہ تھیں جب کہ ابوالعاص نے بعد میں ایمان قبول کیا بعد میں یہ حکم منسوخ ہوا لہٰذا اب مومنہ عورت نہ تو کافر سے نکاح کرسکتی ہے اور نہ ہی اس کے نکاح میں رہ سکتی ہے۔

چنانچہ مرقاۃ نے فرمایا ان اباالعاص ھوابن الربیع ابن عبدالعزی بن عبدشمس بن عبدمناف امه ھاله بنت خویلد و کانت زینب بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم تحت ابی العاص بن الربیع فھاجرت و ابوالعاص علی دینه یعنی ابوالعاص کی زوجیت میں سیّدہ زینب تھیں سیّدہ نے ہجرت فرمائی اور ابوالعاص اپنے دین پر تھے (بدستور شرک میں ملوث تھا) خیال رہے ابوالعاص نے اپنا وعدہ ایفاء کیا کہ مکّہ جاتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنھا کو مقام یاجج پہنچا دیا اس واقعہ کو ڈھائی سال کا عرصہ گذرا کہ ابوالعاص مکّہ سے تجارت کے لئے نکلا جب یہ قافلہ شام کے تجارتی سفر سے واپس ہوا تو مسلمانوں نے چاہا کہ ان کا مال چھین کر انہیں گرفتار کرلیں لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنھا نے ابوالعاص کو امان دے دی یہ سن کر صحابہ ابوالعاص سے ملے اور انہیں تبلیغِ اسلام کی انہوں نے جواب دیا کہ ابھی میرے پاس کفارِ مکّہ کی کچھ امانتیں

ہیں میں وہ واپسی کرنے کے بعد مسلمان ہوں گا چنانچہ مکّہ میں جا کر تمام امانتیں واپس کیں اور مسلمان ہو گئے اب اس میں اختلاف ہے کہ حضور ﷺ نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنھا کو سابقہ نکاح ہی میں واپس فرمایا یا کہ نکاحِ جدید کیسا تھ بہر حال حضور ﷺ کو حضرت ابو العاص .بہت محبوب تھے آپ خلافتِ صدّیقی میں غزوۂ یمامہ میں شہید ہوئے حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ سے سیّدہ زینب رضی اللہ عنھا کے ہاں ایک بیٹا جن کا نام علی اور ایک بیٹی جن کا نام امامہ تھا علی بن ابو العاص قریب البلوغ ہی تھے کہ رحلت فرما گئے حضرت امامہ سے حضور ﷺ .بہت محبت رکھتے تھے حتیٰ کہ ایک دفعہ حضور ﷺ حضرت امامہ کو اپنے دست مبارک پر لیئے ہوئے نماز ادا فرماتے تھے بوقت رکوع ان کو زمین پر اتار دیتے اور جب قیام فرمانے لگتے تو پھر دوشِ اقدس پر بٹھا لیتے اور یہ بھی کہا گیا کہ امامہ خود آ کر بیٹھتی اور خود ہی نیچے اتر جاتی تھیں لہٰذا عمل کثیر والا اعتراض وارد نہ ہو گا جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی وصیت کے مطابق امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ان کے بطن سے ایک صاجزادے تولد ہوئے جن کا نام محمد اوسط تھا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال آٹھ ہجری میں ہوا۔ آپ کو غسل دینے میں حضرت سودہ بنت زمعہ اُمّ سلمہ، اُمّ ایمن و اُمّ عطیہ رضی اللہ عنھن شامل تھیں۔

حضرت اُمّ عطیّہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اکثر من ذالک ان رایتن ذالک بماء وسدر واجعلن فی الاخرة کافورا فاذا فرغتن فاذنّنی قالت فلما فرغنا القی الینا حقوه فقال اشعر نها ایاه ولم یزد علی ذلک ولا ادری ای بناته۔

کہ رسولِ کائنات ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں فرمایا کہ اسے تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ غسل دینا اور مناسب نظر آئے تو پانی اور بیری کے پتّوں سے اور آخر میں کافور ملانا جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا

جب ہم فارغ ہوئیں تو آپ نے ہماری طرف اپنی ازار ڈال دی اور فرمایا کہ اس میں لپیٹ دینا اور اس سے زائد کچھ نہ ہو مجھے معلوم نہیں کہ آپ کی کون سی صاحبزادی تھی۔ صحیح مسلم میں ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں جو ابوالعاص بن ربیع کی زوجہ اور امامہ کی والدہ تھیں یا پھر یہ سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں جو کہ حضرتِ عثمان ذوالنورین کی زوجہ تھیں جس طرح کہ یہ ابن ماجہ میں روایت کیا گیا ہے۔ ام عطیّہ فرماتی ہیں کہ ہم نے ان کے بالوں کی تین لٹیں بنالیں اور پشت پر ڈال دیں آنحضرت نے بذات خود ان کو قبر میں اتارا۔۔ و اللہ اعلم بالصواب

(بخاری ج ۱ ص ۱۶۸، مشکوٰۃ، مرقاۃ، مدارج النبوۃ، مرآۃ، فیوض الباری، وغیرہ)

فائدہ: علّامہ عینی ونووی و دیگر شارحین نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ حدیث آثارِ صالحین سے برکت لینے کی اصل ہے چنانچہ علّامہ عینی نے فرمایا کہ وھو اصل بالتبرک باثار الصالحین لمعات میں ہے هذالحديث اصل فی التبرک باثار الصالحین ولباسهم کمايفعله بعض مريدى المشائخ من لبس اقمصهم فی القبر ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بسند حسن عبداللہ ابن عباس سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد کو اپنی قمیص میں کفن دیا اور کچھ دیر ان کی قبر میں خود لیٹے لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا انی السبتها لتلبس من ثياب الجنة و اضطجعت معها فی قبرها لا خفف عنها عن ضغطة القبر یعنی میں نے قمیص اس لئے پہنائی کہ ان کو جنت کا لباس ملے اور ان کی قبر میں اس لیے لیٹا تا کہ ان سے قبر کی تنگی دور ہو۔

(فیوض الباری عینی وغیرہ)

۲۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہیں سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تین سال بعد آپ کی ولادت ہوئی ابتداء آپ کا اور حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے ہوا تھا جب آیۂ کریمہ

تبت یدا ابی لھب وتب نازل ہوئی تو ابولھب نے اپنے دونوں بیٹوں کو کہا رأسی من رؤوسکما حرام ان لم تطلقا ابنتی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اسدالغابہ) کہ اگر تم دونوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دونوں بیٹیوں کو طلاق نہ دی تو میرا سر تمہارے سے حرام یعنی میں تم دونوں سے بیزار ہوں اب ان دونوں نے دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دی عتیبہ بعد میں مسلمان ہو کر صحابہ میں شمار ہوئے جب کہ عتبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی توہین کی چنانچہ جس وقت عتبہ نے سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے جدائی اختیار کرلی تو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر یوں کہنے لگا میں آپ کے دین سے کافر ہوں مجھے آپ کا دین پسند نہیں ہے اور نہ ہی مجھے آپ پسند ہیں علاوہ ازیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گستاخی کا مرتکب ہوا اور آنجناب کی قمیص پاک کو پھاڑ دیا نیز اپنے پلید منہ کا لعاب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھینکا اور کہا میں نے رقیہ کو طلاق دے دی ہے۔

(مدارج شریف)

جلالین شریف کے حاشیہ پر ہے وکان ولدہ عتیبہ شدید الاذی للنبّی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابولھب کا لڑکا عتیبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شدت سے اذیت دیتا تھا۔

(ص ۵۰۸ حاشیہ نمبر ۱۰)

تنبیہ: اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عتیبہ گستاخ تھا واللہ اعلم بالصواب

اس پر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک اے اللہ اس گستاخ پر اپنے کتّوں میں سے ایک کتّا مسلط فرمادے اس وقت ابوطالب بھی مجلس میں تھا اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے تیر سے کوئی بچا سکے گا۔

(مدارج)

اور ابولھب بھی یہ بات خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ دعا اس کو پہنچے گی فسافر الی الشام فاوصی بہ الرفاق لینجوہ من ھذہ الدعوۃ فکانوا یحدقون بہ اذا نام لیکون وسطھم

(حاشیہ جلالین)

جب اس نے شام کی طرف سفر کیا تو ابولھب نے اپنے خادموں کو وصیت کی اس کے بیٹے کو حضور کی دعا پہنچنے سے بچائیں وہ خدام جب عتبہ (یا پھر عتیبہ و اللہ اعلم بالصواب) سوتا تو اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے تاکہ وہ بیچ میں ہو جائے مدارج میں ہے کہ ابولھب اہل قافلہ سے کہنے لگا کہ آج کی رات تمام لوگ ہمارا تعاون کریں کیونکہ میں خدشہ محسوس کرتا ہوں کہ آج کی رات محمد (ﷺ) کی دعا میرے بیٹے پر اثر نہ کر جائے پس تمام لوگوں نے اپنا تمام اسباب و سامان جمع کر کے نیچے اوپر کر کے ایک جگہ پر رکھ دیا اور اس ڈھیر کے اوپر عتبہ کیلئے سونے کی جگہ تیار کی گئی دیگر تمام لوگ اس جگہ کو گھیرے میں لئے ہوئے بیٹھ گئے۔

(مدارج)

فلم ینفعه ذلک بل جاء الاسد فتشم الناس حتی وصل الیه

(حاشیہ جلالین)

اس تمام نے عتبہ کو کچھ نفع نہ دیا بلکہ ایک شیر آیا باری باری ان کو سونگھتا جاتا لیکن کسی کو ضرر نہ پہنچایا پھر چھلانگ لگا کر عتبہ پر کودا اور پنجہ کی ضرب لگائیں اور سینہ چاک کر دیا ایک روایت میں ہے کہ عتبہ کی گردن دبوچ لی۔

(مدارج شریف)

معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں بے ادبی کرنے والوں کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ جس کو جانور معلوم کر لیتے ہیں کہ گستاخ کا منہ یہ ہے۔

(سلطنت مصطفیٰ)

عتبہ سے طلاق کے بعد سیّدہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکّہ میں ہوا آپ کے ساتھ سیّدہ نے ہجرت بھی فرمائی پہلے جانب حبشہ پھر سوئے مدینۃ المنورہ جب سیّدہ کا انتقال ہوا تو سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے سرہانے بیٹھی روتی تھیں اور سید عالم ﷺ آپ کے آنسو پونچھ رہے تھے۔

(مدارج شریف)

خیال رہے یہ رونا رحمت و رقت کے سبب تھا۔

۳۔ سیدہ امِ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری لختِ جگر ہیں آپ کی والدہ بھی حضرت خدیجۃ الکبری ہیں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بڑی ہیں یا پھر رقیہ اس میں اختلاف ہے چنانچہ اسد الغابہ میں ہے قال الزبیر ام کلثوم اسن من رقیۃ و من فاطمۃ و خالفہ غیرہ و الصحیح انہا اصغر من رقیہ لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوج رقیۃ من عثمان فلما توفیت زوجہ ام کلثوم و ما کان لیزوج الصغری و یترک الکبری و اللہ اعلم

(اسد الغابہ)

یعنی زبیر نے کہا ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا و فاطمہ سے بڑی تھیں دوسروں نے ان کے خلاف قول کیا ہے اور صحیح یہی ہے کہ آپ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے اور یہ بات مناسب نہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی لختِ جگر کو چھوڑ کر چھوٹی جگر پارہ کو بیاہتے و اللہ اعلم

خیال رہے ہجرت کے تیسرے سال سیدہ کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل اس وقت میرے قریب کھڑے ہیں اور خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرما دیا ہے کہ میں ان کو تمہاری زوجیت میں دے دوں سیدہ کا ہجرت کے نویں سال وصال ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے تو حضور کی چشمانِ مبارک سے آنسو بہنے لگے حضرت طلحہ کو قبر میں اترنے کا حکم فرمایا سیدہ کے وصال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان ذوالنورین سے فرمایا کہ اگر کوئی تیسری بیٹی بھی میری ہوتی تو میں وہ بھی تمہاری زوجیّت میں دے دیتا جب کہ ایک روایت میں ہے کہ اگر میرے پاس دس صاحبزادیاں بھی

ہوتیں توان کو باری باری تمہارے نکاح میں دیتا جاتا اوران کی رحلت ہوتی جاتی ۔

(مدارج شریف)

۴۔ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے زیادہ چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ ہیں آپ کے سن ولادت کے بارے میں علامہ ابن حجر دو قول ذکر فرماتے ہیں پہلا یہ کہ ولدت فاطمة والكعبة تبنى والنبى صلى الله عليه وسلم ابن خمس وثلاثين سنة یعنی سیّدہ کی ولادت اور تعمیر کعبہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف پینتیس سال تھی دوسرا یہ کہ انها ولدت سنة احدى واربعين من مولد النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ سیّدہ کی ولادت اکتالیسویں نبوی میں ہوئی آپ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کم وبیش پانچ سال بڑی ہیں ۔

(الاصابہ ج۸ ص ۲۶۳ کتاب النساء)

آپ بھی سیّدہ خدیجہ کے شکم مبارک سے ہیں چنانچہ اسدالغابہ میں ہے امها خديجة بنت خويلد وكانت هى وام كلثوم اصغربنات رسول الله صلى الله وسلم یعنی آپ کی والدہ سیّدہ خدیجہ بنت خویلد ہیں سیّدہ فاطمۃ الزھرا اور سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما حضور کی صاحبزادیوں میں سے سب سے چھوٹی تھیں ۔

(اسدالغابہ ج۷ ص ۲۳۸)

خیال رہے ان دونوں صاحبزادیوں میں کون چھوٹی ہے اس میں بھی اختلاف ہے وقد اختلف فی ایتھن اصغر (ایضا) البتہ الاصابہ میں ہے والذی یسکن الیقین ان اکبرھن زینب رضی اللہ عنہا ثم رقیة رضی اللہ عنہا ثم ام کلثوم ثم فاطمة یعنی وہ قول جس میں یقین بالسکون حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ سب میں بڑی سیّدہ زینب ہیں پھر رقیہ پھر ام کلثوم پھر خاتون جنت رضی اللہ عنھن ۔

شیخ محقّق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ کے نام فاطمہ کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدہ کو اور آپ سے محبت رکھنے والے تمام مسلمانوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا ہے

اور آپ کا نام بتول اس لیے ہے کہ آپ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے بہ لحاظ فضیلت دین اور حسن و جمال میں منفرد تھیں اور آپ ماسوائے اللہ سے بالکل ہی بے نیاز تھیں آپ کا نام زہرا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ زہریت و بہجت اور حسن و جمال میں کمال رکھتی تھیں آپ کے القاب زکیہ اور راضیہ بھی ہیں۔

(مدارج شریف)

روت عن ابیھا روی عنھا ابناھا و ابوھما و عائشۃ و امّ سلمہ و سلمی ام رافع و انس۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث روایت فرمائیں اور آپ سے آپ کے دونوں صاحبزادوں اور ان کے والد گرامی اور حضرت عائشہ، حضرت اُمّ سلمہ اُمّ رافع و حضرت انس نے روایت حدیث فرمائی۔

(الاصابہ)

حضور کی اولاد آپ ہی سے چلی چنانچہ اسد الغابہ میں ہے و انقطع نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الامنھا فان الذکور من اولادہ ماتوا صغارا و اما البنات فان رقیۃ رضی اللہ عنھا ولدت عبداللہ بن عثمان فتوفی صغیرا و اما ام کلثوم فلم تلد و اما زینب رضی اللہ عنھا فولدت علیا و مات صبیّا و ولدت امامہ بنت ابی العاص فتزوجھا علی ثم بعدہ المغیرہ بن نوفل و قال الزبیر انقرض عقب زینب رضی اللہ عنھا۔

یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سیّدہ فاطمہ سے منقطع نہ ہوئی یعنی آپ ہی سے چلی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد نرینہ بچپن میں وصال فرما گئی رہی صاحبزادیاں تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن عثمان کی ولادت ہوئی اور وہ صغرسنی میں وفات فرما گئے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں اولاد نہ ہوئی جب کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے علی نے تولد فرما کر بچپن میں ہی رحلت فرمالی اور حضرت امامہ کی پیدائش ہوئی ان سے حضرت علی نے نکاح فرمایا آپ کے بعد مغیرہ بن نوفل نے زبیر نے کہا کہ حضرت زینب کی اولاد ختم ہوگئی۔

سیّدہ خاتونِ جنت کا حضرت علی سے عقدِ نکاح:

آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم غزوۂ بدر سے لوٹے تو آپ نے سیّدہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمادیا تھا یہ رمضان کا مقدس مہینہ اور سن دو ہجری تھا بعض علماء نے کہا ہے کہ غزوۂ احد کے بعد ہوا تھا دیگر ایک قول کے مطابق نکاح رجب میں ہوا جب کہ ماہِ صفر کی بھی روایت ہے آپ کا نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی کے مطابق کیا گیا اس وقت آپ کی عمر شریف پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ یا سولہ سال یا پھر اٹھارہ برس تھی جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر شریف اکیس سال تھی۔

(مدارج شریف)

خیال رہے حضرت خاتون جنت کے نکاح کے لئے پہلے حضرت ابو بکر صدّیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے بھی حضور سید عالم ﷺ کو پیغام دیا تھا لیکن حضور ﷺ نے منع فرمادیا چنانچہ اسد الغابہ میں ہے عن علی قال خطب ابو بکر و عمر یعنی فاطمة الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم فابی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم علیهما یعنی حضرت علی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ شیخین کریمین نے حضرت فاطمہ کے نکاح کا پیغام حضور ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا لیکن آپ نے دونوں کو انکار فرمادیا۔

(اسد الغابہ)

اس کے بعد حضرت عمر یا امّ ایمن یا پھر اہل و خواص نے حضرت علی سے فرمایا (ممکن ہے کہ سب نے کہا ہو) کہ حضور ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور فاطمہ کے لئے نکاح کا پیغام دو حضرت علی شیرِ خدا نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے۔ نیز انہوں نے ابو بکر و عمر کو انکار فرمادیا تو مجھے کیونکر ہاں کریں گے؟ ان سے کہا گیا کہ تم حضور ﷺ کے نزدیک ترین ہو، ان کے چچا کے بیٹے ہو۔ پس آپ حضور کی بارگاہ میں آئے سلام عرض کیا آپ ﷺ نے جواب دے کر پوچھا کس غرض سے آئے ہو عرض کی حضور ﷺ فاطمہ کے لئے درخواست پیش کرنے آیا ہوں، پس حضور ﷺ نے مرحبا فرمایا، اس کے بعد حضور ﷺ پر وحی الٰہی آئی اور آپ نے

حضرت انس کو فرمایا اے انس پروردگارِ عرش کی طرف سے جبرئیل آئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی کیساتھ کردو۔ اے انس! جاؤ اور ابو بکر، عمر، عثمان و طلحہ اور زبیر و انصار کی جماعت کو بلاؤ پس جب یہ لوگ آئے تو حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا اور سیّدہ کا حضرت علی سے نکاح فرمادیا چارسو مثقال چاندی حق مہر مقرر ہوا۔

(مدارج شریف)

جب سیّدہ خاتون جنت کو خبر پہنچی تو آپ رونے لگیں تو حضور نے فرمایا **مالک تبکین یافاطمة فو اللہ لقد انکحتک اکثرھم علما و افضلھم صلحا و اولھم مسلما** اے صاجزادی! آپ کو کیا ہوا کہ روتی ہو قسم بخدا میں نے سب سے زیادہ جاننے والے اور حلم والے اور سب سے پہلے اسلام قبول فرمانے والے سے آپ کا نکاح کیا ہے۔

(اسد الغابہ)

حضرت علی کیساتھ سیّدہ کا نکاح کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف فرما ہوئے اور سیدہ سے فرمایا کہ میرے لئے پانی لاؤ آپ لکڑی کا پیالہ بھر کر پانی لائیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور سیّدہ کو فرمایا کہ آگے آؤ پھر آپ نے وہ پانی سیّدہ کے سینہ مبارکہ اور سر مبارک پر چھڑک دیا اور دعا کی اے اللہ میں اسے تیری پناہ میں دیتا ہوں اور اس کی اولاد کو بھی مردود شیطان سے اسی طرح حضرت علی کے سر مبارک اور دھن مبارک پر بھی پانی ڈالا اور دعا کی اللھم انی اعیذہ بک و ذریتہ من الشیطان۔

(مدارج شریف)

فضائل خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا

☆ ۱...... نصاریٰ نجران کا ایک وفد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ کہنے لگے آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں فرمایا ہاں اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمے جو کہ کنواری بتول عذرا کی طرف القاء کئے گئے نصاریٰ یہ سن کر بہت

غصہ میں آئے اور کہنے لگے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت (ان مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون کہ عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے) نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کئے گئے تو جب انہیں اللہ کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے اور فرمایا گیا کہ الحق من ربک فلاتکونن من الممترین اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے نصاری کو یہ آیت پڑھ کر سنائی تو وہ لاجواب ہو گئے اور جھگڑنے لگے تو اتمام حجت کے لئے آیات مباہلہ پیش کی گئی چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین یعنی پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا ان سے فرمادو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصاری نجران کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور مباہلہ کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم غور اور مشورہ کرلیں کل آپ کو جواب دیں گے جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا کہ اے عبدالمسیح آپ کی کیا رائے ہے اس نے کہا کہ اے جماعت نصاریٰ تم جان چکے ہو کہ محمد نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑو اور گھر لوٹ چلو۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نے حضرت علی اور فاطمہ اور حسن وحسین کو بلایا اور اللہ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے **اللھم ھؤلاء اھل بیتی** اے اللہ میرے گھر والے یہ ہیں۔

نصاری آپس میں مشورہ کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دست مبارک میں حسن کا ہاتھ اور فاطمہ وعلی حضور کے پیچھے ہیں رضی اللہ عنہم اور حضور ان سب سے فرمارہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم پادری نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگے اے جماعت نصاری میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے ان سے مباہلہ نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا یہ سن کر نصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے آخر کار انہوں نے جزیہ منظور کیا مگر مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیئے جاتے اور جنگل سے آگ بھڑک اٹھتی اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست ونابود ہو جاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصاری ہلاک ہو جاتے۔

خیال رہے اس مقام پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ اگر حضور کی چار بیٹیاں تھیں تو دیگر صاجزادیاں مباہلے میں کیوں نہ شریک ہوئیں کیونکہ جب مباہلہ ہوا اس وقت سیّدہ زینب ورقیہ اور ام کلثوم کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے کہ واقعہ مباہلہ دس ہجری میں ہوا جب کہ صاجزادیوں کا انتقال بالترتیب دو اور آٹھ ونو ہجری کو ہو چکا تھا نیز ایسے موقع پر اپنے بچوں کی قسم کھائی جاتی ہے نا کہ بیویوں و دوستوں کی مزید برآں یہ کہ حضرت علی اہل بیت سکونت اہل

بیت نسب ہیں اور فاطمہ زہرا و حسنین کریمین اہل بیت ولادت میں داخل ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنے ہمراہ لے گئے اور ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنھنّ و اصحاب کو ساتھ نہ لے کر گئے اور فرقہ شیعہ پر اتمام حجت یہ ہے کہ ان کی معتبر کتاب اصول کافی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاجزادیوں کا ہونا ثابت ہے۔

(کنزالایمان وخزائن العرفان، تفسیر نعیمی، تفسیر حسنات، مسلم، مشکوٰۃ، اشعت اللمعات، مراۃ وغیرہ)

☆۲......حضرت مسعود بن منخرمہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمة بضعة منى فمن اغضبها اغضبنى وفى رواية يريبنى ماارابها ويوذينى ماذابها کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

(بخاری، ج۱ص ۵۳۲، مسلم ج۲ص ۲۹۰، مشکوۃ ص ۵۶۸)

اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز انہیں پریشان کرے مجھے کرتی ہے اور جو چیز انہیں تکلیف دے وہ مجھے ستاتی ہے۔

(مشکوٰۃ، مراۃ)

اس حدیث سے امام سبکی نے استدلال فرمایا ہے جو شخص سیدہ فاطمہ کو گالی دے وہ کافر ہے۔

(اشعۃ اللمعات)

☆۳......حضرت فاطمۃ الزھرا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راز دان ہم شکل تھیں حتیٰ کہ چال ڈھال وضع وقطع میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابھہ تھیں جب سیّدہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے استقبال میں خوشی سے کھڑے ہو جاتے پیشانی مبارک پر بوسہ دیتے اور اپنی مسند شریف پر بیٹھا لیتے چنانچہ حضرت اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں كنا ازواج النبى صلى الله عليه وسلم عنده فاقبلت فاطمة ماتخفى مشيتها من مشية رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما راها قال مرحبا بابنتى ثم اجلسها ثم سارها فبكيت بكاء شديدا فلما راى حزنها سارها الثانية فاذاهى تضحك فلما

قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألتھا عما سارک قالت ما کنت لافشی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرہ فلما توفی قلت عزمت علیک بمالی علیک من الحق لما اخبرتنی قالت اما الآن فنعم اما حین سارنی فی الامر الاول فانہ اخبرنی ان جبرئیل کان یعارضنی القرآن کل سنۃ مرّۃ وانہ عارضنی بہ العام مرتین ولا اری الاجل الا قد اقترب فاتقی اللہ واصبری فانی نعم السلف انا لک فبکیت فلما رأی جزعی سارنی الثانیۃ قال یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اھل الجنۃ او نساء المومنین وفی روایۃ فسارنی فاخبرنی انہ یقبض فی وجعہ فبکیت ثم سارّنی فاخبرنی انی اول اھل بیتہ اتبعہ فضحکت۔

(متفق علیہ، مشکوۃ ص ۵۶۸)

کہ نبی پاک ﷺ کی بیویاں آپ کے پاس تھیں جناب فاطمہ آئیں آپ کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے بالکل مختلف نہ تھی تو جب انہیں حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا خوش آمدید اے میری بچی پھر انہیں بٹھالیا پھر ان سے سرگوشی کی آپ بہت سخت روئیں تو جب ان کا رنج ملاحظہ فرمایا تو ان سے دوبارہ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑیں پھر جب حضور ﷺ تشریف لے گئے تو میں نے ان سے سرگوشی کے متعلق پوچھا آپ بولیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کرسکتی پھر جب حضور کی وفات ہوگئی تو میں نے کہا کہ میں تم کو اس کی وجہ سے جو میرا تم پر حق ہے قسم دیتی ہوں کہ تم مجھے بتادو آپ بولیں لیکن اب تو ہاں ضرور جس وقت حضور ﷺ نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے بتایا کہ حضرت جبرئیل ہر سال مجھ پر قرآن مجید ایک بار پیش کرتے تھے اور انہوں نے اس سال مجھ پر دوبار پیش کیا میں نہیں خیال کرتا مگر یہ کہ میری وفات قریب ہے تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں تو میں رونے لگی تو جب حضور ﷺ نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی لوگوں کی بیویوں

یا مومنوں کی بیویوں کی سردار ہو اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرگوشی فرمائی کہ اس بیماری میں وفات ہو گی تو میں روئی پھر مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی مجھے خبر دی کہ میں ان کے گھر والوں میں پہلی ہوں گی جو ان کے پیچھے پہنچوں گی تو میں ہنس پڑیں۔

خیال رہے فضیلت فاطمہ زہرا کے متعلق چند قول ہیں ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل ہیں حتیٰ کہ بی بی مریم جناب عائشہ اور جناب خدیجۃ الکبریٰ سے بھی دوسرے یہ کہ حضرت خدیجہ و عائشہ جناب فاطمۃ زہرا سے افضل ہیں تیسرے یہ کہ تینوں حضرات یعنی خدیجۃ الکبریٰ عائشہ صدّیقہ و فاطمۃ الزھرا ہم رتبہ ہیں ترجیح دوسرے، قول کو ہے کہ جناب عائشہ و خدیجہ حضرت فاطمہ زہرا سے افضل ہیں (مراۃ)

☆۴......حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان فاطمۃ احصنت فرجھا فحرم اللہ ذریتھا علی النار کہ بے شک فاطمہ نے اپنی عزت کی حفاظت فرمائی پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیّدہ خاتون جنت کی ذریت کو آگ پر حرام فرما دیا۔

(الصواعق المحرقہ ص ۲۳۴)

☆۵......اسی الصواعق المحرقہ میں ہے کہ وجاء بسند رواتہ ثقات انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ ان اللہ غیر معذبک ولا ولادک یعنی ایسی سند کیساتھ جس کے روات ثقہ ہیں اللہ کے رسول نے فاطمہ الزہرا سے فرمایا کہ (اے فاطمہ) اللہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو عذاب نہ دے گا۔

☆۶......حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کیساتھ حضرت اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجھا کہ لوگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا سیّدہ نے

فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور پوچھا گیا کہ مردوں میں کون محبوب تھا فرمایا ان کے خاوند (حضرت علی) رضی اللہ عنہم اجمعین

(ترمذی باب فضل فاطمۃ الجلد الثانی ص ۲۲۷، اسد الغابہ الجزء السابع الرقم ۲۴۲)

☆۷......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اینا احب الیک انا او فاطمة قال فاطمة احب الی منک و انت اعز علی منھا۔ اے اللہ کے رسول آپ کو مجھ اور جناب فاطمہ میں سے کون زیادہ محبوب ہے میں یا خاتون جنت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہ آپ سے زیادہ مجھے محبوب ہیں اور آپ ان سے زیادہ عزیز ہو۔

(الجزء السابع من اسد الغابہ)

☆۸......حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ انما سمیت فاطمة لان اللہ تعالیٰ فطمھا و ذریتھا عن النار یوم القیمة رواہ ابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ فاطمہ زہرا کا نام فاطمہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے نسل کو قیامت میں آگ سے محفوظ فرما دیا۔

(اراۃ الادب لفاضل النسب لمحدث بریلوی امام احمد رضا رضی اللہ عنہ)

☆۹......حضرت ابو جحیفہ حضرت علی سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا میں نے رسولِ کائنات کو فرماتے سنا اذا کان یوم القیمة نادی مناد من وراء الحجاب یااھل الجمع عضوا ابصارکم عن فاطمة بنت محمد حتی تمر اور جب قیامت کا دن ہوگا تو حجاب کے پیچھے سے ایک منادی ندا کرے گا اے اہلِ محشر اپنی نگاہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جھکا لو حتی کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا گزریں۔

(الجزء السامع من اسد الغابہ)

سیّدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

سیّدہ کا وصال

سیّدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا وصال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد ہوا۔ ھذا اصح ماقیل

(اسد الغابہ)

و ماروىت ضاحكة بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى لحقت بالله عزوجل۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سیّدہ فاطمہ کو ہنستے ہوئے نہ دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ مولیٰ حقیقی سے جا ملیں۔

(ایضا)

سیّدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس کو قبل از وصال فرمایا **يااسماء انى قداستقبحت مايصنع بالنساء يطرح على المرأة الثوب فيصفها** اے اسماء میں یہ بات برا جانتی ہوں جو کہ عورتوں کیساتھ کیا جاتا ہے کہ عورت پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے اور اس کے جسم کی ہیئت ظاہر ہوتی ہے **قالت اسماء يا ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم الااريک شيئا رايته بارض الحبشة فدعت بجرائد رطبة فحسنتها ثم طرحت عليها ثوبا** حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ اے صاحبزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو نہ دکھاؤں جو میں نے حبشہ میں دیکھا ہے پھر آپ نے تر شاخیں منگوائیں اور ان کو سیدھا کیا اور اوپر سے کپڑا ڈال دیا **فقالت فاطمة مااحسن هذا واجمله فاذامت فاغسلينى انت وعلى ولاتدخلنى على احدا** اور سیّدہ نے فرمایا کہ یہ کتنا اچھا طریقہ ہے پس جب میرا وصال ہو تو مجھ کو آپ اور علی غسل دیں اور مجھ پر کسی اور کو داخل نہ ہونے دیں چونکہ آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی اس لیے جب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو حضرت اسماء نے انہیں منع کر دیا اُمّ المؤمنین نے حضرت صدّیق اکبر کو شکایت کی اور فرمایا کہ یہ خاتون ہمارے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کے مابین حائل ہوگئی پھر حضرت صدّیق اکبر دروازے پر جا کر فرماتے ہیں کہ اے اسماء آپ کو کس بات نے برانگیختہ کیا کہ

آپ نے ازواجِ رسول کو بنت رِسول پر داخل ہونے سے منع کر دیا حضرتِ اسماء جواباً عرض کرتی ہیں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا مجھے حکم دیا تھا کہ ان پر کوئی بھی نہ آئے تو سیدنا صدّیق اکبر نے فرمایا فاصنعی ماامرتک کہ جیسا سیّدہ نے آپ کو حکم دیا ویسے ہی کرو لہٰذا آپ کو حضرت علی و حضرت اسماء بنت عمیس نے غسل دیا آپ کی نماز جنازہ حضرت علی نے پڑھائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عباس نے پڑھائی چونکہ سیّدہ نے یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ آپ کی تدفین رات میں کی جائے لہٰذا حکم کے مطابق کیا گیا اور آپ کی قبر میں حضرت علی اور حضرت عباس و فضل بن عباس اترے (اسد الغابہ) آپ نے تیس یا پھر پینتیس سال عمر پائی (ایضا) آپ کے چھ بچے ہوئے۔ حسن، حسین، محسن، زینب، ام کلثوم، رقیہ مراۃ میں ہے کہ آپ نے اٹھائیس سال عمر پائی۔ نیز فرمایا صحیح یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا (مراۃ جلد ۸) نیز قیامت میں سیّدہ ستر ہزار حوران بہشتی کے ہمراہ بجلی کی طرح گزریں گی۔

(ایضا، صواعق و مرقاۃ)

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے اس ردائے نزہت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

ختم شد